جماعت کی غیر معمولی مالی قربانیاں اور اردو رسم الخط والے کمپیوٹر کے لئے مالی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ جولائی ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۱﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الصف:۱۱-۱۲)

اور پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ جمعہ میں میں نے چند اور باتوں کے علاوہ بعض ایسے بدنصیبوں کا بھی ذکر کیا تھا جو قرآن کریم کے بیان کے مطابق تکذیب کو اپنا ذریعہ معاش بنالیتے ہیں۔ یعنی جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آنے کا دعویٰ کرے اور یہ اعلان کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی اور بہبود کے لئے بھیجا ہے تو اس موقع سے بظاہر فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں یہ عجیب ترکیب سوجھتی ہے کہ اس دعوے کو اپنے رزق کے حصول کا ذریعہ بنالیتے ہیں اور پھر جتنا زیادہ اس کی مخالفت میں آگے بڑھیں، جتنی زیادہ اسے گالیاں دیں، جتنے جھوٹے الزام اس پر لگائیں اور جتنا افتراء اس کے خلاف کریں اتنا ہی لوگ پھر ان لوگوں کو پیسے دیتے ہیں۔ قوم کا بگڑا ہوا مزاج ایک نہایت ہی خطرناک صورت

پیدا کر دیتا ہے اور ان کے مذہبی رہنما اس بگڑے ہوئے مزاج کی سے اور بھی ظالمانہ سلوک کرتے ہیں جب اسے مزید انگیخت دیتے ہیں اور مزید ابھارتے ہیں اور اکساتے اس قدر مشتعل کر دیتے ہیں کہ ان کی لذتیں بھی تکذیب پر ہی منحصر ہو کر رہ جاتی ہیں اور ان کو غلط لذتوں کی عادت پڑ جاتی ہے۔ دین کے نام پر خدا تعالیٰ کی حمد سننے کا مزہ نہیں آتا، دین کے نام پر عبادتوں کی طرف ان کو بلایا جائے تو انہیں لطف محسوس نہیں ہوتا۔ ہاں دین کے نام پر اگر گندی گالیاں اور فحش کلامی سے کام لیا جائے تو وہ اس میں لطف محسوس کرتے ہیں Excite ہو جاتے ہیں اور دین کے نام پر اگر انہیں کسی کے قتل وغارت پر ابھارا جائے، فساد پر ابھارا جائے آگ لگانے کی تعلیم دی جائے تو اٰمَنَّا و صَدَّقْنَا کہہ کر ان آوازوں پر لبیک کہتے ہیں اور ان کی تعمیل کرتے ہیں۔ تو پھر رشوت کے طور پر گویا کہ ان کو بھی اس گندے رزق میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ علماء تو تکذیب کے ذریعہ روپیہ کماتے ہیں جو خالصۃً تکذیب کی وجہ سے ان کو چندے کے طور پر دیا جاتا ہے اور عوام کو کہتے ہیں کہ تم لوگوں کے اموال لوٹو یہ سب تمہارے لئے جائز ہے بچی کھچی دکانوں کو آگیں لگاؤ اور گھر کو لوٹ لو اور باقیوں کو غارت کر دو اس طرح قرآن کریم کا یہ بیان کہ کیا تم نے تکذیب کو اپنے رزق کا ذریعہ بنا لیا ہے ان کے علماء پر بھی صادق آتا ہے اور ان کے عوام پر بھی بالآخر صادق آ جاتا ہے

اس کے برعکس قرآن کریم کچھ ایسے لوگوں کا ایک بالکل مختلف نقشہ بھی کھینچتا ہے جن کی خدمت دین تکذیب کی بناء پر نہیں بلکہ تصدیق کی بناء پر ہوتی ہے وہ اپنی قوت ایمان سے پاتے ہیں کفر سے نہیں پاتے تکفیر بازی کے نتیجہ میں وہ خدمتوں پر اکسائے نہیں جاتے بلکہ تصدیق کے نتیجہ میں خدمتوں پر اکسائے جاتے ہیں اور ان دونوں محرکات کے نتائج بالکل مختلف ہیں اتنے مختلف کہ ان دونوں میں گویا زمین اور آسمان کا فرق ہے، گویا بعد المشر قین ہے۔ اول محرک کے نتیجہ میں اموال حاصل کرنے کی تحریص ہوتی ہے اور دوسرے محرک کے نتیجہ میں اموال لٹانے کی تحریک ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ تکذیب کر کے اموال حاصل کرنے کی حرص بڑھے، تصدیق کرنے والوں کا بالکل الٹ نقشہ ہوتا ہے۔ وہ تصدیق کے نتیجہ میں ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی راہ خدا میں لٹانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تکذیب کے نتیجے میں دوسروں کو دکھ دینے کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور تصدیق کے نتیجہ میں خود دکھ اٹھانے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ تکذیب کے نتیجے میں انسان کی آنکھوں سے آگ

کے شعلے برستے ہیں، منہ پر جھاگ آجاتی ہے اور جو لوگ اموال مانگ رہے ہوتے ہیں وہ بھی آگ کے شعلے برسا کے مانگ رہے ہوتے ہیں اور جو اموال پیش کرتے ہیں وہ بھی ایک کھولتے ہوئے دل کے ساتھ جس میں بغض کی آگ کھول رہی ہوتی ہے جسے اشتعال انگیز تقریریں اور بھی بھڑکا دیتی ہیں وہ اموال پیش کرتے ہیں اور تصدیق کے نتیجہ میں اموال مانگنے والے بھی خدا کی راہ میں آنسو بہانے والی آنکھوں کے ساتھ اموال مانگتے ہیں اور اموال پیش کرنے والے بھی خدا کی راہ میں آنسو بہانے والی آنکھوں کے ساتھ خدا کے حضور مال پیش کرتے ہیں۔ تکذیب کے نتیجہ میں جو اموال پیش کئے جاتے ہیں ان میں دکھاوا، ان میں نمائش، ان میں اعلان اور اس قسم کا ایک ناپسندیدہ رنگ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے جس کا روحانیت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جو لوگ خدا کی راہ میں اموال پیش کرتے ہیں وہ بسا اوقات ان کو چھپاتے بھی ہیں، کسی کی نظر پڑے تو وہ اس سے شرما جاتے ہیں، پیش کرتے ہیں اور تکبر پیدا نہیں ہوتا، پیش کرتے ہیں تو انکساری پیدا ہوتی ہے۔ جب ان کے اموال قبول کئے جائیں تو صدمہ محسوس نہیں کرتے اور جب ان کی قربانیاں رد کر دی جائیں تو انتہائی دکھ محسوس کرتے ہیں۔ غرضیکہ دونوں محرکات چونکہ ایک دوسرے سے بنیادی طور پر مختلف ہیں اس لئے ان کے نتائج بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ قرآن کریم ان دونوں امور پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔

جب میں نے تفصیل سے نظر ڈالنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اتنا وسیع مضمون جو سارے قرآن کریم میں پھیلا پڑا ہے کہ اس حسین دنیا کی سیر کرانے کے لئے ایک لمبا وقت درکار ہے جو تصدیق والوں کے مناظر کھینچے ہیں اور جو ان کی دنیا پیش کی ہے۔ ایسا عجیب عالم ہے کہ اسے دیکھ کر روح وجد میں آجاتی ہے۔ وہ کریہہ مناظر جو تکذیب کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ ایسے خوفناک اور ہولناک ہیں کہ گویا جہنم انسان کی آنکھوں کے سامنے لا کھڑی کی گئی ہے۔

بہر حال آج میں اس کے مثبت پہلو سے متعلق صرف ایک دو باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ موقع ایسا موقع ہے کہ ہمارا مالی سال اختتام پذیر ہوا ہے اور نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے اور آج کا خطبہ اس لحاظ سے تو تاخیر سے دیا جا رہا ہے۔ اس خطبہ کا مضمون پہلے خطبہ میں بیان ہونا چاہئے تھا۔ خطبہ کے لحاظ سے تاخیر کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ عموماً تو مالی سال کے آغاز

پر جو پہلا جمعہ کا ہوا کرتا ہے اس خطبہ میں ان امور کا بیان ہوتا ہے لیکن مرکز سے رپورٹیں چونکہ ذرا تاخیر سے ملیں اس لئے مجبوراً کچھ تاخیر سے مجھے اس معاملہ میں جماعت کو صورتِ حال سے آگاہ کرنا پڑ رہا ہے۔

قرآن کریم ان راہ خدا میں محض اللہ کی خاطر خرچ کرنے والوں کا جو نقشہ کھینچتا ہے اس میں ایک موقع پر بیان فرماتا ہے: الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (ال عمران: ۱۳۵) کہ میرے بندے عجیب لوگ ہیں جو ایمان لانے کے نتیجہ میں خدا کی راہ میں اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ تنگی ترشی، آسائش یا سختی کے دنوں کا ان کے انفاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جب خدا انہیں زیادہ دیتا ہے تو وہ بھی دل کھول کر زیادہ دیتے ہیں لیکن جب تنگی کے دن آتے ہیں تو پھر بھی وہ کمی نہیں آنے دیتے۔ جو سختی آتی ہے اپنے اوپر لے لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سختی ہماری بداعمالیوں کے نتیجہ میں، ہماری کمزوریوں کے نتیجہ میں ہے اس لئے خدا کی راہ میں دیئے جانے والے اموال پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ چنانچہ جب آسائش کے دن آتے ہیں تو خدا کی راہ میں وہ اپنے چندے اور اپنے انفاق کا معیار بڑھا دیتے ہیں اور جب تنگی کے دن آتے ہیں تو وہ اس بات سے شرماتے ہیں کہ ان بڑھے ہوئے بلند وعدوں کو چھوٹا کر دیں اس لئے کہ ان کے حالات تنگی کے آگئے ہیں۔

یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے امر واقعہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا یہی نقشہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور آج ان کے غلاموں کے زمانے میں بھی بالکل یہی نقشہ ہے۔ مجھے بکثرت ایسے لوگوں کا علم ہے جن پر اچھے حالات آئے اور انہوں نے اپنے چندے بڑھا دیئے اور پھر آزمائش میں ڈالے گئے اور ان پر تنگی کے دن آگئے اور چونکہ وہ ایک دفعہ معیار بڑھا چکے تھے وہ دعاؤں کے لئے مسلسل بڑے دردناک طریق پر خط لکھتے رہے کہ طبیعت میں شدید کرب ہے کہ کہیں چندے پر برا اثر نہ پڑ جائے اس لئے دعا کریں، چاہے جیسی بھی سختی ہو اور تنگی ہو خدا کی راہ میں ہم ایک دفعہ بڑھ بڑھ کر جو اموال پیش کر چکے ہیں اس معیار میں کمی نہ آجائے اور یہ دعاوی جو ہیں یہ انفرادی سطح پر نہیں یہ قومی کردار کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ ارادے، یہ نیک تمنائیں ایک قومی کردار کے طور پر ہمارے درختِ وجود کا

جز و بن چکی ہیں۔

چنانچہ جب ہم عمومی طور پر جماعت احمدیہ کے چندوں کے اعداد و شمار پر نظر ڈالتے ہیں تو سو فی صدی قطعیت کے ساتھ اعداد و شمار کے ساتھ یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم نے بہت ہی پیار اور محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن عشاق کا ذکر کیا ہے وہ حسین نقوش ہماری صورت میں بھی نظر آتے ہیں اور آج جماعت احمدیہ پر اللہ کا یہ بڑا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہم آخرین ہو کر بھی بہت سے اچھے پہلوؤں میں اولین سے جا ملے ہیں۔

چنانچہ جو رپورٹیں ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ مالی سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے متعلق ہمارے ناظر صاحب بیت المال بہت ہی فکر مند تھے۔ ان کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ خلفاء وقت کو وہ چند مہینے پہلے سے گھبراہٹ کے خطوط لکھنے شروع کر دیتے ہیں اور پچھلے دو تین سال سے مجھے بھی اسی طرح لکھتے رہے لیکن اس دفعہ ان کے خطوں میں کوئی خاص بے چینی پائی جاتی تھی اور انہوں نے اس کا بڑا کھل کر اظہار کیا کہ دراصل ایک تو جماعت پر بہت آزمائش کے دن ہیں کثرت سے لوگوں کے قید ہونے کی وجہ سے مقدمات پر خرچ، نوکریوں سے محرومی، تجارتوں پر بد اثرات اور اتنے وسیع پیمانے پر یہ مظالم ہو رہے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں مجھے حقیقۃً ڈر تھا جب میں آپ کو لکھتا تھا تو کوئی فرضی بات نہیں تھی یا محض دعا کی تحریک کی خاطر مبالغہ آمیزی سے کام نہیں لیتا تھا بلکہ مجھے واقعۃً نظر آ رہا تھا کہ اس دفعہ شاید ہمارا بجٹ پورا نہ ہو سکے۔

دوسرے ملکی اقتصادی حالات وہ کچھ ایسی خطرناک روش پر چل پڑے ہیں کہ ہر اگلے دن پہلے دن سے بدتر حال ہو رہا ہے۔ پانی کی کمی، بجلی کی کمی، بد دیانتی کا بڑھ جانا۔ ایسے ممالک جن میں پاکستانی مزدور کام کرتا تھا ان کے حالات کی تبدیلی کے نتیجہ میں ان کا ملازمتوں سے فارغ ہو کر کثرت کے ساتھ اپنے وطن کو واپس آنا، فصلوں کی حالت کچھ تو پانی کی کمی کی وجہ سے متأثر ہوئی کچھ دیگر ایسے موسمی حالات پیدا ہوئے کہ بہت ہی غیر معمولی کمی واقع ہوئی گندم میں بھی اور دوسری فصلوں میں بھی چنانچہ انہوں نے اعداد و شمار لکھے کہ حکومت اتنے وسیع پیمانے پر اس سال گندم (Import) درآمد کر رہی ہے۔ اس سے یہی پتہ لگ جاتا ہے کہ احمدی زمیندار لازماً متأثر ہوئے ہوں گے۔

میں بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کیوں بے چین ہیں۔ ان کو میں نے لکھا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں مجھے خدا کے فضل سے اطمینان ہے، یہ دن ایسے ہیں ایسی کیفیت ہے جماعت کی کہ ہو نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ اپنی قربانی کے معیار کو کم کر دے آپ کو خطرہ یہ ہے کہ گزشتہ سال سے آمد گر جائے گی لیکن مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے کرشمے دکھانا چاہتا ہے۔ یہ جماعت ہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زندہ معجزہ ہے جو کچھ ان کے سروں پر سے گزر جائے یہ کمی نہیں آنے دیں گے۔ چنانچہ میں نے جماعت کو تحریک نہیں کی ورنہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ میرے ایسے جذباتی الفاظ سن کر جماعت میں ایک جوش پیدا ہو گیا، کپڑے بیچ دیئے اور گھر کی چیزیں بیچ ڈالیں۔ یہ صرف میرے اور ان کے درمیان خط و کتابت تھی۔ کل ان کا خط ملا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بے انتہاء شکر سے لبریز۔ لکھتے ہیں کہ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ گزشتہ سال کی آمد سے امسال خدا کے فضل سے اب تک اٹھارہ لاکھ روپے زائد وصول ہو چکے ہیں اور ابھی وصولیاں جاری ہیں۔

یہ ہے وہ جماعت جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور قرآن کریم کے اذکار ایک غیر معمولی مقام رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں کا ذکر فرماتا ہے تو لازماً وہ باتیں پوری ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور قرآن کریم بار بار یہ امور بھی بیان فرماتا ہے کہ جو ہماری خاطر مالی قربانیاں پیش کرتے ہیں اور ہم پر توکل کرتے ہیں ہم ان کے اموال میں کمی نہیں آنے دیتے۔ ہم انہیں بڑھاتے ہیں اور انہیں لاوارث نہیں چھوڑا کرتے۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں بھی قرآن کریم کی کھینچی ہوئی تصویروں کے مطابق اپنے نقوش بنا رہی ہے۔ اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش پہلوں پر برسا کرتی تھی ہم پر بھی برس رہی ہے۔ تو اس جماعت کی مخالفت کے نتیجہ میں کیسے کوئی پہلے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ دشمن کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ اپنے غیظ و غضب میں جلتا رہے اور تکلیف میں مبتلا ہوتا چلا جائے، حسد کی آگ بھڑکتی چلی جائے، اس کے سوا اس کے نصیبے میں کچھ نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کی ہلاکت دیکھنے والی آنکھیں لازماً ناکامی کی آگ میں جلتی ہوئی مریں گی، ختم ہو جائیں گی اور ان کے دلوں میں حسد کی آگ اور زیادہ بھڑکتی رہے گی لیکن ان کو یہ تسکین کبھی

نصیب نہیں ہوسکتی کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے جماعت احمدیہ کو ذلیل اور نامراداور ناکام ہوتے دیکھ لیا ہے۔اس کے برعکس آپ بھی اور آپ کی آئندہ نسلیں بھی ہمیشہ نہایت خطرناک سے خطرناک حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر پہلے سے زیادہ برستا دیکھیں گے۔اور اپنے دین کے معیار کو ہمیشہ بلند تر ہوتا ہوا دیکھیں گے۔قرآن کریم کے یہ وعدے ہیں جو کبھی ٹل نہیں سکتے ناممکن ہے کہ کوئی انہیں غلط کر کے دکھادے۔

تحریک جدید کا بھی یہی حال ہوا۔ہمارے وکیل المال اول ہیں ان کو اتنی عادت نہیں ہے کہ گھبراہٹ کے خط لکھیں لیکن اس سال وہ بھی گھبرا گئے ۔انہوں نے پچیس فی صد اضافہ تجویز کیا تھا جو معمولی اضافہ نہیں ہے۔گزشتہ کی کل آمد کے مقابل پر پچیس صد اضافہ کے ساتھ بجٹ رکھ لیا تھا اور سخت گھبراہٹ تھی کہ اضافہ اتنا، بڑی سخت گھبراہٹ تھی اور اس کے مقابل پر حالات ایسے خطرناک تو کیا کریں گے انہوں نے بھی اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کے مقابل پر اب تک دس لاکھ زائد وصولی ہو چکی ہے اور 25 فی صد کا جو اضافہ تھا وہ پورا ہو گیا ہے اور ابھی اللہ کے فضل سے چندہ بھجوانے والے بھجوار ہے ہیں۔پاکستان کے سب اضلاع سے ابھی اطلاعیں بھی نہیں پہنچیں۔

یہ جو اللہ کے فضلوں کی بارشیں ہیں کسی ایک جگہ نہیں ہے تمام دنیا میں یہی حالت ہے۔ایک بھی ملک ایسا نہیں جس کے چندوں میں کمی آئی ہو یا جس کے حالات خطرناک ہونے کے نتیجہ میں چندوں پر بد اثر پڑا ہو۔نائیجیریا کے حالات آپ جانتے ہیں،سیرالیون کے حالات آپ جانتے ہیں،غانا کے حالات آپ جانتے ہیں،افریقہ کے اکثر ممالک میں قحط سالیاں اور خطرناک قسم کے مالی بحران اور کئی قسم کی آزمائشیں ایسی آپڑیں کہ فاقہ کشی کے نہایت ہی دردناک مناظر دیکھنے میں آئے۔

ایک موقع پر ہمارے مربی نے مجھے لکھا کہ بعض دفعہ تو ایسے دردناک مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ باہر معمولی سا دروازہ کھٹکا جس میں کوئی خاص جان نہیں تھی۔تو ہمارا مبلغ یوں ہی اٹھ کر چلا گیا کہ شاید کوئی عدم دلچسپی سے کر رہا ہے،خیر دیکھ لیں کون ہے؟ دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے اور فاقوں سے پنجر بنا ہوا تھا۔اس میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ روٹی کی خاطر زور سے دروازہ ہی کھٹکا لیتا۔اس بیچارے کو اٹھا کر اندر لائے اور خدمت خاطر کی جو کچھ ان کے پاس

تھا پیش کیا۔ ہوش آئی اور پھر کچھ دن کھلا پلا کر اس کو فارغ کیا۔ افریقہ کے اکثر ممالک فاقہ کشی اقتصادی نہایت ہی دردناک حالات ہیں۔ وہاں کے سب مبلغین نے یہ اطلاع دی اور اللہ تعالیٰ کی حمد میں آنسو بہاتے ہوئے یہ اطلاع دی کہ جب انہوں نے چندوں کی تحریک کی تو ہر موقع پر خدا کے فضل سے پہلے سے نمایاں طور پر زیادہ چندہ وصول ہوا اور ہم حیران ہو کر گھروں کو واپس لوٹا کرتے تھے کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ وہ ممالک جو غیروں سے امداد لے کر زندہ رہ رہے ہیں جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی تنگی، اپنے دکھ اور اپنی تکلیفوں بھول کر وہ خدا کی راہ میں قربانی میں آگے ہی قدم بڑھا رہے ہیں، پیچھے نہیں ہٹ رہے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش ان پر برسا رہا ہے، ان میں غیر معمولی ترقی ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ حیرت انگیز طور پر ان کے مسائل حل کرتا ہے، ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اپنے قرب کے حیرت انگیز معجزے ان کو دکھا رہا ہے۔ اور افریقن جنگلوں میں بسنے والے احمدی اللہ کے قرب کے نشانات کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات لکھتے ہیں کہ دل حمد سے بھر کر خدا کی راہ میں چھلکنے لگتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے ایسے؟ قرآن کریم تو وہی قرآن کریم ہے جو سب مسلمانوں میں خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں قدر مشترک ہے اور ہماری مالی قربانیوں کی تمام تر بنیاد قرآن کریم میں ہے۔ تو اسی قرآن سے تعلق جوڑ کر ایک طرف تو یہ نظارے نظر آ رہے ہوں اور اسی قرآن سے تعلق کا دعویٰ کر کے دوسری طرف وہ نظارے نظر آ رہے ہوں کہ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعہ:۸۳) کیا تم نے رزق کا یہ ذریعہ بنا لیا ہے کہ تکذیب کرو گے تو روٹی ملے گی۔ اس لئے تکذیب کرتے چلے جاؤ، گالیاں دیتے چلے جاؤ اور لوگوں کو بھی بھڑکاؤ، تکذیب کر کے اور گھروں کو آگ لگا کر اور مال لوٹ کر اپنے رزق کو بڑھانے کی۔ یہ دو مختلف نقشے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے میں پیدا ہونے والے اس کے امام کو قبول کر لیا جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ قرآن کریم کو ایک زندہ کتاب کے طور پر دوبارہ تمہارے سامنے پیش کروں اور اس لئے مجھے بھیجا ہے کہ جو اس کی تعلیم کو دلوں سے بھلا دیا گیا ہے اس کو دوبارہ راسخ کر دوں۔ اس کے حسن کو تم پر ظاہر کروں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو جو آداب سکھا گئے تھے اور جو اسلوب بتا گئے تھے کہ

خدا کے عاشق اس طرح خدا کی راہ میں زندہ رہا کرتے ہیں، وہ اسلوب میں تمہیں دوبارہ بتاؤں اور وہ آداب میں تمہیں دوبارہ سکھاؤں۔ یہ دعویٰ تھا خلاصۃً اس دعویٰ کو آپ نے کمال خلوص اور کمال وفا کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک بلکہ زندگی کے ہر سانس میں نبھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغام رسانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ایک لمحہ بھی آپ اس سے غافل نہیں رہے۔ اپنے سارے وجود کو اس راہ میں صرف کیا اور اپنی تحریروں اور اپنے کلام میں جان ڈال دی۔ چنانچہ آپ کے اقوال اور آپ کی تحریروں میں اتنا نمایاں فرق ہو گیا کہ اس کا جب غیر کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ ایک زندہ وجود ہے اور ایک مردہ وجود کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اتنی نمایاں زندگی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں کہ وہ زندگی ہو ہی نہیں سکتی جب تک زندگی کے سرچشمے سے اس کا تعلق نہ ہو۔

پس قرآن کریم سے سچا تعلق حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے پیدا کیا ورنہ آپ کے کلام میں یہ زندگی نظر نہیں آسکتی تھی اور یہ کلام زندگی بخش ہو نہیں سکتا تھا اگر اس کا کلام الٰہی سے سچا تعلق نہ ہوتا۔ ہم بھی کلام الٰہی سے سیراب ہوئے ہیں مگر ایک ایسے شخص کے ذریعہ جس کا کتاب کے ساتھ خدا نے زندہ تعلق پیدا کرا دیا، ایک ایسے شخص کے ذریعہ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے خود یہ گواہی دی کہ میری ذات سے اس کا براہ راست پیوند ہے اور میرے کلام سے اس کا براہ راست پیوند ہے اور میرے رسول سے اس کا براہ راست پیوند ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے ہمیں جو نئے اسلوب دیئے، نئے آداب سکھائے، دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانیوں کے ان اندازوں کو زندہ کرنے کی توفیق بخشی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے انداز تھے تو یہ محض اس وجہ سے ہے کہ ہم وقت کی آواز پر ایمان لے آئے اور تو کوئی فرق نہیں۔ اسی مٹی سے ہم بنے ہوئے ہیں، انہی قوموں سے ہمارا تعلق ہے، اسی قسم کے گندے معاشرے میں ہم سانس لے رہے ہیں، اسی قسم کی مادہ پرستی کی فضا میں ہم نے جنم لیا ہے، اسی قسم کے اموال کی دوڑ میں ساری قوم کی طرح ہم بھی شریک ہیں اس کے باوجود ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک نئی قوم کے طور پر ہم منصۂ شہود پر ابھر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی برکت ہے اس میں کوئی شک نہیں اور آپ کے انفاس قدسیہ ہیں جنہوں نے ہمیں نئی زندگی بخشی ہے۔ یہ آپ ہی کی

مسیحائی ہے جس نے مردہ تنوں میں جان ڈال دی ہے۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کو پڑھیں اور مجھے افسوس ہے کہ اکثر پوری طرح اس کی طرف توجہ نہیں دے رہے تب وہ محسوس کریں گے کہ کیا فرق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں اور ایک عام کلام میں۔

اپنی جماعت کو مالی قربانی کے لئے جس طرح آپ نے تیار کیا ان عبارتوں میں سے میں چند اقتباسات نمونۃً آپ کو یاددہانی کے طور پر سناتا ہوں۔آپؑ فرماتے ہیں:

> ''دنیا جائے گزشتنی گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گزار چکا ہوں اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقی ماندہ تھوڑا سا حصہ ہے۔پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا۔میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا۔میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔''
>
> (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ: ۴۹۷-۴۹۶)

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں ایسے ایسے مخلصین کا بھی ذکر دعائیں دیتے ہوئے فرمایا ہے جنہوں نے دو پیسے پیش کئے تھے۔آج کل دو پیسے کی حیثیت کیا ہے۔اس زمانے میں بھی دو پیسے کی کیا حیثیت تھی لیکن ان دعاؤں نے ان دو پیسوں کو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ بنادیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرماتے ہیں کہ ایک پیسہ جو آج خرچ کرتا ہے بعد میں اگر سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرے تو وہ اس کی قیمت نہیں ہوگی۔یہ ایک

سے زیادہ پہلوؤں میں سچی بات ہے۔اس کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں مگر یہ پہلو کہ امام وقت کے علم میں ایک خرچ میں آرہا ہے اور وہ محبت اور پیار کے ساتھ اسے بے ساختہ دعائیں دے رہا ہو، یہ تو پیسے کی کیفیت بدل دیتا ہے۔اس میں تو روپے کی اپنی مالیت کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ۔سارے کا سارا خزانہ دعاؤں کا خزانہ بن جاتا ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عجیب نکتہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں۔کہ امام وقت کے سامنے اپنی مالی قربانی کو پیش کرنا یہ ریا کاری نہیں ہے۔ دنیا کو دکھانے کے لئے کوشش کرنا کہ نام اچھے اور سب کی نظر میں آئے یہ ریا کاری ہے لیکن امام کے سامنے پیش کرنا حصول دعا کا ایک ذریعہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے پیار سے اس بات کو ظاہر فرمایا ہے۔فرمایا:

> ’’یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں۔‘‘

اب یہ دوسرا پہلو بھی دیکھ لیجئے ایک پیسہ چھوڑ کر ایک ڈمری بھی خرچ کی جائے جو وقت بیان کیا جا رہا ہے آئندہ آنے والے انفاق سبیل اللہ کے پہاڑوں سے بھی بڑھ کر وہ خرچ بن جاتا ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بے انتہاء انکساری کے باوجود اپنے قلم سے لکھ رہے ہیں۔ اس لئے کہ اس بات میں بڑی عظمت تھی اسے چھپا نہیں سکتے تھے۔

> ’’ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے‘‘

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد صحابہ نے جو دن دیکھے وہ عجیب دن تھے واقعی اس وقت کا ایک پیسہ خرچ کیا ہوا پیسوں کے اعداوشمار میں تو اس کا ذکر ہی نہیں آنا چاہئے وہ تو چیز ہی کچھ اور تھی۔

> ’’خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے

گا......یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے“

عجیب شان کا یہ کلام ہے ذرا غور تو کریں۔کہاں یہ دلنوازیاں اور دلداریاں کہ راہ مولیٰ میں ایک حقیر پیسے کو اتنی عظمت دے دینا اور محبت اور پیار سے اس کا ایسا ذکر کرنا کہ گویا زمین کو آسمان بنا دیا جائے۔رائی کے پہاڑ تو آپ نے بنتے دیکھے تھے مگر ان میں بھی اتنا نمایاں فرق نہیں جتنا ایک پیسے کو سونے کے پہاڑوں میں تبدیل کر دینے میں فرق ہے اور جب خدا کا مسیح کہتا ہے تو مبالغہ آمیزی نہیں ہے واقعۃً حقیقت میں اتنا ہی ثواب ان لوگوں نے کمایا جتنا آپ نے ذکر فرمایا۔کہاں غریبوں کی یہ دلداریاں اور دل نوازیاں اور کہاں پھر ان کے لئے جن کے دل میں قربانی عجب پیدا ہو جاتا ہے ان کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ ان کی ساری بڑائی کے خیال کو ملیا میٹ کر کے خاک کر کے۔

”یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آیا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔“

جماعت کے متعلق آپ کی جو نیک تمنائیں ہیں اس کا ذرا اندازہ کریں فرماتے ہیں:

”مجھے اس سے زیادہ کوئی حسرت نہیں کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں۔میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔“

”میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے اور بہتوں کو حسرت ہو گی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے ایک ایک جزو پر آپ غور کریں اور غوطہ

لگا کر دیکھیں اس میں کیسی گہرائی ہے اور حکمت کے کیسے کیسے موتی چھپے ہوئے ہیں۔ یہ عام کلام نہیں ہے کہ سطحی طور پر آپ گزر جائیں جیسے سڑک پر سے گزر جاتے ہیں۔ اس میں تو قدم قدم پر نیا حسن آپ کو دکھائی دے گا اور معرفت کے جواہر چھپے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ وہ فقرہ ہے جس کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی تھی کہ ’’بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم نے کی نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا‘‘۔ مسیح موعودؑ کی نظر کے سامنے ہم نے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا یہ حسرت لئے لوگ آئندہ مرتے رہیں گے لیکن بے بس ہوں گے کچھ نہیں ہوگا۔

امام کی نظر میں آ کر کام کرنا اس کام کے درجے کو بڑھا دیتا ہے، یہ ریا کاری نہیں ہے اور ایسے بندے کے لئے دل سے بے ساختہ جو دعا نکلتی ہے وہ اس کام کی کایا پلٹ دیتی ہے۔ یہ فقرہ عارف باللہ کے سوا کسی کی زبان سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کسی کو علم وادب سے ادنیٰ بھی مس ہو اور دل پر وہ ہاتھ رکھ کر گواہی دے تو ہرگز یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ یہ کسی جھوٹے کا کلام ہے کیونکہ یہ وہ بات ہے جو تجارب میں سے گزر کر حاصل ہوتی ہے ورنہ حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ بڑے سے بڑے مبالغہ آمیز تحریر لکھنے والا بھی اپنی تحریر میں ایسا فقرہ پیش نہیں کر سکتا اور چھپا ہوا فقرہ ہے نمایاں کر کے بظاہر پیش نہیں ہوا۔ بر سبیل تذکرہ ذکر آ گیا ہے کہ

> ’’کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا سو اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو جس طرح پہلے نبی یا رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہوں گا۔ سو اس وقت کا قدر کرو اور اگر تم اس قدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو، پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔‘‘

انکساری کے کیسے عظیم سبق بھی ساتھ دے دیئے ہیں۔

> ’’تمہیں معلوم نہیں اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں اور ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔‘‘

اب بتائیں ایسی صورت میں تکبر کا کوئی نام و نشان بھی باقی رہتا ہے؟ انفاق دو ہی قسم کے

ہو سکتے ہیں یا خدا کی راہ میں ظاہری اموال کا اور یا اپنے علم اور اپنی فراست کا انفاق۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان پر ایک جوش ہے اور خدا کے فضل ان قربانیوں کی صورت میں تمہارے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ اس فہم وفراست کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے تم پر الہام ہو رہے ہیں کہ دین کی خدمت کے لئے خدا تمہیں نئی نئی راہیں سمجھا رہا ہے۔ فرماتے ہیں ان باتوں کو بھی اپنی طرف سے خیال مت کرو۔

> ’’آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کوشش کرو۔ مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔‘‘

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مالی قربانی کا ایک بہت ہی بنیادی اصول یہ پیش فرماتے ہیں کہ اس میں استمرار اور استقلال ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی کچھ دے دیا اور پھر غافل ہو گئے اور پھر کسی وقت کچھ اور دے دیا پھر سمجھا کہ چلو کافی دیر کے لئے ہم نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔

یہ جو ماہانہ باقاعدہ پابندی کے ساتھ چندہ دینا ہے اس کی تاکید بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اور بعض احمدی جب اس تحریر کو پڑھتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ گویا منشائے مبارک یہ ہے کہ دل میں جو چاہو دے دو، ایک پیسہ ہے تو ایک پیسہ دے دو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر دو پابندی کے ساتھ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہرگز یہ نہیں فرمایا ہے جو فرمایا ہے اس کو اگر آپ غور سے سنیں یا پڑھیں تو یہ بالکل ایک اور رنگ ہے اور یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ جماعت کو اس لحاظ سے اصلاح کی ضرورت ہے بلکہ جماعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمناؤں کے عین مطابق ہے۔ آج جو جماعت کی حالت اس معاملہ میں میں دیکھ رہا ہوں اسے دیکھ کر جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی یہ تحریر پڑھی کہ مجھے حسرت ہے کہ میں جماعت کو خام حالت میں نہ چھوڑ جاؤں تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں نے اپنی طرف اور آپ سب کی طرف سے یہ گواہی دی کہ اے خدا اس پاک مسیح کو اطلاع دے دے ہماری طرف سے کہ خدا کی قسم آپ ہمیں خام حالت میں نہیں چھوڑ کر گئے۔ خدا کی قسم آپ ہمیں ناقص حالت میں نہیں چھوڑ کر گئے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا بھی عرش پر حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اطلاعیں دے رہا ہوگا کہ کس طرح آپ کی جماعت جس کے متعلق آپ حسرت رکھتے تھے کہ کسی طرح میں خام حالت میں نہ چھوڑ جاؤں، وہ اس طرح مالی قربانی کے نئے سے نئے اور بلند تر اور عظیم الشان معیار قائم کرتی چلی جارہی ہے اور نئے سنگ میل رکھ رہی ہے اور یہ چند لوگوں کی بات نہیں رہی یہ سلسلہ عام ہوگیا۔

پس ایک طرف جہاں آپ کے مال لوٹنے والے، آپ کے رزق میں کمی کرنے والے، تکذیب کے ذریعہ اموال کھانے کی دھن میں جو بھی ان کا ظالمانہ سفر ہے اس میں آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ایک عجیب دھن میں، ایک نئی دھن میں مست خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار مالی قربانیوں کا ایک ایسا سفر کر رہی ہے کہ اس کی کوئی مثال ساری دنیا میں آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گی۔

میرے گزشتہ خطبہ جمعہ کے نتیجہ میں بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ بے مثل ہے تو عیسائیت بھی تو بے شمار مالی قربانی کر رہی ہے۔ اس قربانی کو پھر بے مثل کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اصل واقعہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ سطحی نظر سے ایک جائزہ لے لیتے ہیں ان میں تجزیے کی توفیق نہیں ہوتی۔ کسی ملک میں بھی عیسائیت کی مالی قربانی کا جماعت احمدیہ کی مالی قربانی سے موازنہ کر کے دیکھیں تو اتنا نمایاں بنیادی اور امتیازی فرق ہے کہ کسی مشابہت کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

افریقہ ہے جہاں عیسائیوں نے عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے ارب ہا ارب روپیہ خرچ کیا ہے مگر جو عیسائی پیدا کئے وہ عیسائیت کے لئے خرچ نہیں کر رہے وہ پیسے کھا کر عیسائی ہو رہے ہیں۔ جو نتیجہ پیدا کیا ہے وہ انسانیت کے تقاضوں کے بالکل برعکس نتیجہ پیدا کیا ہے اور تنگی کے پیسے اور انتہائی دکھ کی حالت میں آج کے زمانے میں عیسائیت میں انفاق کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ ایک تو پرانے زمانوں میں حکومتوں میں چرچ کا بہت دخل تھا اور عیسائی چرچ غیر معمولی طور پر دولت مند ہوگیا ہے اور دوسرے ان میں ایسی بے شمار بوڑھی عورتیں مرتی ہیں جن کی اولاد نہیں ہوتی لیکن بے شمار دولت کی ہوتی ہے اور وہ مرتے وقت اپنا پیسہ چرچوں کو دے جاتی ہیں لیکن جہاں تک ان کے عوام الناس کا تعلق ہے نکال کے تو دکھائیں۔ دس احمدیوں کے مقابل پر

جن کی قوموں کی لاکھ تعداد وہ دس کے مقابل پر دس بھی نہیں دکھا سکتے جن میں جماعت احمدیہ کے غرباء کی طرح مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہو۔

جماعت احمدیہ نے افریقہ کو مسلمان بنایا تو چندہ دینے والا مسلمان بنایا اور قربانی کرنے والا مسلمان بنایا اور ساری جماعت قربانی میں شامل ہوگئی۔ جس ملک میں بھی جماعت داخل ہو رہی ہے وہاں خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے پیدا کر رہی ہے اور بھی کئی فرق ہیں مگر یہ ایک ایسا بنیادی اور نمایاں فرق ہے کہ ہم بلاشبہ سر بلند کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے مقابل پر مالی قربانی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسے کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔“

یہ وہ فقرہ ہے جس کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اب آپ نے سولہواں حصہ کیوں شروع کر دیا یہ جو جماعت کا چندہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ ایک پیسہ ہے تو ایک پیسہ دے دو۔

اس سلسلہ میں دو باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اول تو یہ کہ میں جماعت میں یہ اعلان بڑے واضح لفظوں میں کر چکا ہوں کہ ۱/۱۶ سے بچنے کے لئے تم آمدن نہ چھپاؤ، جھوٹ نہ بولو کیونکہ اس طرح تمہاری قربانی خواہ کتنی بھی ہو ساری ضائع ہو جائے گی اس لئے اگر تمہیں توفیق نہیں تو بے شک کم دو لیکن بتا کے دو کہ ہمیں ۱/۱۶ کی توفیق نہیں ہم کم دینا چاہتے ہیں اور دو ضرور۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے یہ حالات ہیں، ہمارا چندہ بالکل معاف کر دیا جائے۔ میں انہیں جواب دیتا ہوں کہ میں تم پر یہ ظلم نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا کا وعدہ ہے کہ جو شخص چندہ دے گا میں اس کے اموال میں کمی نہیں کروں گا بلکہ برکت دے دوں گا اور تم کہتے ہو کہ سارا معاف کر کے تمہیں اس برکت سے کلیۃً محروم کر دوں۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ اگر تمہیں توفیق نہیں ہے تو بے شک ایک روپیہ دو، پانچ روپے دو، دس روپے دو، اس زمانے میں تمہیں جتنی توفیق ہے وہ ضرور دے دو اور

اس طرح دو کہ تمہیں محسوس ہو کہ ہاں اس سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو آسائش میں بدل دے گا۔لیکن غور طلب بات یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہیں فرماتے تمہارے پاس خواہ کتنا بھی پیسہ ہو اور ایک پیسہ بھی دے دو تو ٹھیک ہے،فرماتے ہیں۔ ’’جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے‘‘۔اب ’’حیثیت رکھتا ہے‘‘ کے الفاظ تو اس فقرے کی شکل ہی بدل دیتے ہیں۔

’’جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔ ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے‘‘

اب اس کے بعد تو کسی بحث کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔فرمایا’’ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے‘‘اگر اس کی وسعت ۱/۸ کی ہے تو ۱/۱۶ بھی اس کے لئے کم ہوگا اور عملاً جماعت میں جو چندہ دینے والے ہیں وہ ۱/۱۶ پر کہاں رہتے ہیں۔اول تو ۱/۱۶ با قاعدہ چندہ دینے والے بالآخر وصیت تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔ان کو گھسٹتے گھساٹے آخر چین نہیں آتا جب تک وصیت نہ کر لیں ۱/۱۰ ویں ہو جاتا ہے اور پھر باقی مالی قربانیوں میں بھی خدا کے فضل سے اتنا حصہ لیتے ہیں کہ ان کا معاملہ بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔کہتے ہیں کیوں میں کہتا ہوں کہ

’’تا خدا تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے۔اگر بلا ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔‘‘

بعض ظاہر پرست لوگ یا جن کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔یا ایمان کے عرفان سے خالی ہوتے ہیں۔اعتراض کرتے ہیں کہ جی جماعت میں جو شخص چندے دے اس کی قدر کی جاتی ہے گویا پیسے کی خاطر جماعت بنی ہے اور سارا زور پیسے پر ہے۔میں حیرت سے ان لوگوں کے منہ دیکھتا ہوں کہ تم کیا بات کر رہے ہو۔قرآن پڑھ کے تو دیکھو۔سارا قرآن جان مال،جان مال کی قربانی سے بھرا پڑا ہے اور ہے کیا باقی؟ یا تمہیں جان عزیز ہے۔یا مال عزیز ہے۔اب تو تم اس وقت کو پہنچ چکے ہو کہ مال جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہو چکا ہے۔جو اپنی عزیز ترین چیز کو خدا کی راہ

میں قربان کرتا ہے وہ قابل قدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر تو تمہیں عرفان حاصل نہیں چنانچہ قربانی کا ذکر کر کے فرماتے ہیں ”ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔“

اب میں آپ کو دو خوشخبریاں بھی دیتا ہوں اور ایک نئی تحریک کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ دو خوشخبریاں یہ ہیں کہ فرانسیسی ترجمہ قرآن کریم کے بعد اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی سال روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی پریس میں دیا جا رہا ہے۔ صابر صدیقی صاحب جو ہمارے رشین زبان کے ماہر ہیں اور رشین زبان کے ایک اور احمدی طالب علم خاور صاحب کے ان دونوں کے سپرد میں نے نگرانی کی تھی کہ اس کو دوبارہ دیکھ لیں ایک دفعہ۔ انہوں نے کل مجھے اطمینان دلایا ہے کہ خدا کے فضل سے یہ ترجمہ ہر پہلو سے پریس میں دیئے جانے کے لائق ہو گیا ہے۔ Italian ترجمہ بھی خدا کے فضل سے مکمل مل گیا ہے اور Introduction کا ترجمہ بھی مل گیا ہے۔ Italian زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ بھی مل گیا ہے۔ اب ان دو زبانوں میں نہایت ہی پیش قیمت اضافہ ہوگا بلکہ قیمت کے لفظوں میں تو اس کو ادا ہی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم کا کسی زبان میں شائع کیا جانا اور پھر ان معارف کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو قرآن کے معارف عطا فرمائے۔ اس زمانے کی بہت بڑی خدمت ہے تو جماعت احمدیہ کو توفیق مل رہی ہے اور اس کے لئے چندے کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلے سے ہی ایسے مخلصین ہیں ان معاملات میں اپنی سیٹیں بُک کروالی ہیں۔ پیشتر اس کے کہ میں اس بارہ میں تحریک کرتا انہوں نے کہا جی ہمیں موقع دیں۔ ہم اپنی طرف سے اس کا سارا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ فرانسیسی اور اٹالین اور رشین زبان میں قرآن کریم کے جو تراجم شائع ہوں گے۔ ان کے تمام اخراجات خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے چند مخلصین پہلے سے ہی ادا کر چکے ہیں یا وعدہ کئے بیٹھے ہیں کہ جب بھی ہم مانگیں گے وہ دے دیں گے۔

اس کے علاوہ جو دوسرا لٹریچر شائع ہونے والا ہے وہ بھی بڑی کثرت سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کے علاوہ تفسیر کبیر ہے اور سلسلہ کا اور بہت سا لٹریچر ہے اس کو مختلف زبانوں میں ہم نے شائع کرنا ہے لیکن سب سے بڑی دقت اردو میں نوری نستعلیق خط کی کتابت کی

دقت ہے۔اس وقت ہمیں جس تیزی کے ساتھ تمام دنیا میں لٹریچر پھیلانے کے لئے جو بے قراری ہے اس کے مقابل پر کاتب لکھنے میں بہت سا وقت لے لیتا ہے اوراب صحت کتابت کا معیار بھی گر گیا ہے اس لئے غلطیاں بھی اتنی کرتا ہے پہلے اس کی کتابت ختم ہونے کا انتظار پھر اس کی مرمتیں لگوائی جائیں اور پھر بھی وہ ٹھیک نہ لکھے تو پھر دوبارہ بھیجا جائے اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔اس سے پھر بھی بعض دفعہ ایسی خوفناک غلطیاں رہ جاتی ہیں بہت تکلیف دہ صورت حال ہے۔ چنانچہ ہم نے یہاں انگلستان میں جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ دنیا میں کمپیوٹر کی ایک ایسی کمپنی موجود ہے جس نے اردو نستعلیق نوری خط کا ٹائپ رائٹر تیار کر لیا ہے اور وہ ایک ایسا Computerised ٹائپ رائٹر ہے جو نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر کتابت کر سکتا ہے۔آپ تھوڑی سی زائد رقم دیں تو ہر زبان اس پر اس طرح ٹائپ ہوسکتی ہے جس طرح پریس کے لئے Compose کیا جاتا ہے اور بڑے سے بڑے لفظوں میں بھی اور چھوٹے سے چھوٹے لفظوں میں بھی تمام Computerised ہے۔

تو سلسلہ کا کام زیادہ انتظار نہیں کر سکتا گو مشین کی قیمت زیادہ ہے یعنی صرف اردو نستعلیق کے لئے مکمل حالت میں اگر اس کو لیں تو ایک لاکھ پونڈ خرچ آئے گا لیکن جو ضرورتیں ہیں ان کے مقابل پر ایک لاکھ کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔اسی طرح جب ہم باقی اہم ضروری زبانیں اس میں داخل کر لیں گے جو اب ہمیں لازماً لینی پڑیں گی تو ڈیڑھ لاکھ پونڈ تک صرف پریس کا خرچ ہے۔اس کے علاوہ اس پر ماہانہ اخراجات بھی اٹھیں گے کیونکہ یہ بہت ہی Complex یعنی باریک اور الجھی ہوئی مشین ہے جسے ہر آدمی آسانی سے سمجھ نہیں سکتا۔

بہر حال سر دست میں ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک کرتا ہوں اور میں جس طرح خدتعالیٰ مجھے ہمیشہ توفیق عطا فرماتا ہے اور شاید کوئی شکوہ بھی کرے کہ تمہیں ہر تحریک کا پہلے پتہ لگتا ہے اس لئے تم پہل کر جاتے ہو، میں پہلا چندہ میں اپنی طرف سے لکھوا دیا کرتا ہوں مگر ضروری نہیں کہ خدا کے ہاں میں پہلا ہی شمار ہوں۔ہوسکتا ہے کوئی اور زیادہ اخلاص میں بڑھ کر لکھوائے تو بعد میں بھی آئے اور آگے نکل جائے۔اس لئے مجھے تو بہر حال اس وقت ایک فائدہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں تحریک ڈالتا ہے تو بہر حال پہلا میں ہی ہوتا ہوں اس وقت۔تو ایک ہزار پونڈ سے میں اس تحریک کا آغاز کرتا ہوں اور اس کے لئے کوئی شرح مقرر نہیں کرتا۔ مجھے علم ہے اس وقت جماعت کی جو حالت

ہے وہ یہ ہے اگر میں پانچ آدمیوں کو کہوں کہ آپ دے دیں تو بلاتر دد وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ رقم فوراً دے دیں گے۔ اگر میں ڈیڑھ سو آدمیوں کو کہوں کہ ایک ایک ہزار پونڈ دے دو تو ڈیڑھ سو آدمی آسانی سے جماعت میں دے دے گا لیکن اس میں کچھ فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ہیں۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ اس طرح غرباء محروم رہ جاتے ہیں بعض خصوصی تحریکات کو چھوڑ کر عمومی طور پر میں ایسی تحریک ہی پسند کرتا ہوں جس میں تمام غرباء کو ضرور حصہ مل جائے۔

جہاں تک قرآن کریم کی اشاعت کا تعلق ہے اس لحاظ سے بھی یہ تحریک کُھلی ہے کہ یہ سلسلہ تو اب ختم ہونے والا ہے ہی نہیں۔ حضرت مصلح موعود نے پہلے سے جماعت میں یہ تحریک کر رکھی ہے کہ جو چاہے اپنے سال کی پہلی آمد یا مہینے کی پہلی آمد یا اور خوشی کے موقع پر خدمت قرآن کے لئے دیتا رہے یا مساجد کی تعمیر کے لئے دیتا رہے۔ پس جہاں تک خدمت قرآن کا تعلق ہے تو ضروری تو نہیں ہر شخص فریج خدمت قرآن میں شامل ہو۔ وہ بہرحال ایک کھلی تحریک ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بھی تراجم کی توفیق عطا فرما رہا ہے اس میں انشاء اللہ عام تحریکیں بھی چلیں گی۔

اس لئے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس تحریک کو آپ تک پہنچا کر ختم کرتا ہوں۔ کتنا دیں؟ کیسے دیں اور کیا دیں؟ اس مفہوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ فرماتے ہیں:

''تم اے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!
جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو۔''

عجیب الفاظ سے یاد کیا ہے آپ کو اور مجھے اور ہم سب کو۔ عجیب شان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے کیسا جاذب کا کلام عطا فرمایا ہے۔ کون ہے جو کہہ سکتا ہے کہ جھوٹے کی زبان کے یہ کلمات ہیں سچ کے دل کے سرچشمے سے پھوٹنے والی صداقت ہے۔ فرماتے ہیں:

''تم اے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہوا اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری

طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم مقام جس کا اس زمانے میں اکثر لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام در غلام ہوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ جماعت میں آج بکثرت ایسے موجود ہیں جن پر آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ صادق آتا ہے کہ:

> ''میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔
>
> (فتح اسلام روحانی خزائن ۳ صفحہ ۳۴)

لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اخلاص اور قربانی کی راہوں میں ہمیشہ آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے اور تصدیق کے نتیجہ میں خدا کی راہ میں رزق خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی کے نتیجہ میں پھر فضلوں کی بارش برساتا رہے۔ ہم تصدیق کی کھٹی کھانے والے ہوں تکذیب کی کھٹی کھانے والے نہ ہوں۔ آمین۔